عبارۃ النص اور تفسیر قرآن

حافظ عبداللہ*

نصوصِ قرآن کے فہم کے لیے جس طرح یہ جاننا ضروری ہے کہ لفظ کی دلالت اپنے معنی پر واضح ہے یا خفی ہے یعنی لفظ اپنے معنی پر واضح طور پر دلالت کرتا ہے یا مخفی طور پر جس کی وضاحت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ علماء اصول نے لغت عرب کا تتبع و استقراء اور نصوص قرآن کا استقصا کرنے کے بعد معنی کے ظہور و خفا کے اعتبار سے الفاظ کے مراتب و احکام کتب اصول میں تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ اسی طرح نصوص قرآن کے فہم اور ان سے احکام و مسائل کے استنباط و استخراج کے لیے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کی کیفیت کیا ہے اس لیے کہ احکام پر الفاظ کی دلالت کے متعدد طرق ہیں اور ان تمام طرق سے ہی نصوص سے احکام کا ثبوت ہوتا ہے اور ان مختلف و متعدد طرق میں سے کسی طریقہ سے بھی اگر کوئی حکم نص سے ثابت ہو رہا ہو تو وہ حکم شرعی ہی کہلائے گا اور مکلف کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ علماء اصول نے لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کے متعدد طرق کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور ان کے مراتب بیان کیے ہیں۔

حنفی علماء اصول نے معانی پر الفاظ کی دلالت کی کیفیت کی چار اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ عبارۃ النص ۲۔ اشارۃ النص ۳۔ دلالۃ النص ۴۔ اقتضاء النص

جب کہ احناف کے علاوہ دیگر علماء اصولیین یعنی متکلمین نے مفہوم المخالفۃ کا اضافہ کیا ہے۔

حنفی اصولیین نے لفظ کی معنی پر دلالت کے چار اقسام عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص میں محصور ہونے کی دلیل حصر یہ پیش کی ہے۔ مستدل نظم سے دلیل پیش کرے گا یا معنی سے اگر اول ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اس نظم کو معنی کے لیے قصداً لایا گیا ہو گا یا نہیں۔ اگر اول ہے تو وہ استدلال بعبارۃ النص ہے اور اگر ثانی ہے تو وہ استدلال باشارۃ النص ہے اور اگر معنی سے دلیل پیش کرے گا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں وہ معنی بغیر فکر و اجتہاد کے از روئے لغت مفہوم ہوگا یا نہیں اگر اول ہے تو وہ استدلال بدلالۃ النص ہے اگر ثانی ہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ اس معنی پر نظم کی صحت عقلاً یا شرعاً موقوف ہوگی یا نہیں اگر اول ہے تو وہ استدلال باقتضاء النص اور اگر ثانی ہے تو وہ استدلالات فاسدہ ہیں۔

علامہ تفتازانی "شرح التلویح علی التوضیح" میں فرماتے ہیں:

"وقد حصروها فی عبارة النص واشارته ودلالته واقتضائه ووجه ضبطه علی ما ذكره القوم ان الحكم المستفاد من النظم اما أن يكون ثابتاً بنفس النظم اولا، والاول ان كان النظم مسوقاله فهو العبارة والا فهو الاشارة، والثانی ان كان

*اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

الحکم مفهوما منه لغة فهي الدلالة أو شرعا فهو الاقتضاء والا فهو التمسكات الفاسدة."(۱)

اور علماء نے اس کو عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص کی چار وجوہ میں محدود کیا ہے اور اس حصر کی وجہ اس تفصیل پر ہے جسے علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ نص سے حاصل ہونے والا حکم نفس نظم سے ثابت ہو گا یا (ایسا) نہیں ہوگا، (لہٰذا) اول صورت میں اگر سیاقِ نظم اس حکم کے لیے ہے تو وہ عبارت النص ہے اگر اس کے سیاق کلام اس کے لیے نہیں تو اشارۃ النص ہیاور اگر دوسری صورت ہے کہ معنی حکم اس نص سے از روئے لغت سمجھا گیا ہے تو دلالۃ النص ہے اور اگر شرعاً مطلوب ہو تو اقتضاء کے علاوہ ہے تو استدلالات فاسدہ ہیں۔

اس مقام پر یہ بات بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ یہاں "نص" سے مراد اصطلاحی معنی میں نص نہیں ہے جس کا ذکر واضح الدلالۃ الفاظ میں کیا گیا ہے بلکہ عام ہے یعنی نظم قرآن چاہے ظاہر ہو یا نص، مفسر ہو یا محکم، حقیقت ہو یا مجاز، خاص ہو یا عام۔ان سے سے حکم کا اثبات عبارۃ النص ہی کہلائے گا۔

اسی طرح یہ بات بھی جاننا ضروری ہے کہ ان دلالت کیطریقوں میں سے کسی طریقہ سے بھی جو حکم ثابت ہوگا وہ ظاہر نص سے ہی ثابت ہوگا نہ کہ قیاس یا رائے سے۔

ڈاکٹر ادیب صالح تحریر فرماتے ہیں:

"وينبغي أن يعلم أن الاحكام الثابته بأى طريق من هذه الطرق الاربعة للدلالة، تكون ثابتة بظاهر النص، دون القياس والرأى، لذا رأينا القاضي أبا زيد الدبوسي في تقويم الادلة يبحث الدلالات من خلال الاحكام الثابته بها ويقدم لنا الموضوع تحت عنوان (القول في أقسام الاحكام الثابته بالظاهر دون القياس بالرأى) ثم يقول :هذه الاحكام الاربعة (الثابت بعبارة النص، والثابت باشارة النص، والثابت بمقتضى النص...) ثم يتابع البحث في كل واحد منها على حدة."(۲)

اور معلوم ہونا چاہیے کہ دلالت کے ان چاروں طریقوں میں سے کسی طریقہ سے بھی ثابت حکم ظاہر نص سے ثابت حکم ہوتا ہے نہ کہ قیاس اور رائے سے ثابت۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قاضی ابو زید دبوسی نے اپنی کتاب "تقویم الادلۃ" میں جہاں ان دلالات سے ثابت احکام کی بحث کی ہے تو انہوں نے عنوان "القول فی اقسام الاحکام الثابتۃ بالظاھر دون القیاس والرای" (ظاہر نص سے ثابت احکام کی اقسام کا بیان جو بغیر قیاس و رائے کے ثابت ہوتے ہیں) باندھا ہے۔ پھر

وہ فرماتے ہیں یہ احکام ان چار سے ثابت ہوتے ہیں یعنی عبارت النص، اشارۃ النص، دلالت النص اور اقتضاء النص۔ پھر اس کے بعد ہر ایک کے بارے علیحدہ بحث اور حدود و قیود بیان کی ہیں۔

اور علامہ سرخسیؒ نے بھی علامہ دبوسیؒ کی طرح باب کا عنوان یہی رکھا ہے "بیان الاحکام الثابتۃ بظاھر النص دون القیاس والرأی" اور اس کے بعد فرماتے ہیں:

"هـذه الاحـكام تنقسم أربعة أقسام :الثابت بعبارة النص، والثابت باشارته، والثابت بدلالته، والثابت بمقتضاه هذه الاحكام سيمر ادالاحكام الثابته بظاهر النص دون القياس والرأى ہے۔"(۳)

عبارۃ النص:

عبارۃ النص سے ثابت وہ حکم ہے جو ظاہری کلام سے سمجھ آئے یعنی کلام سے وہی مقصود ہو خواہ اصالۃً ہو یا تبعاً۔

علامہ بزدویؒ فرماتے ہیں:

"ان الاستدلال بعبارة النص هو العمل بظاهر ما سيق الكلام له." (۴)

"بے شک استدلال بعبارت النص اس چیز کے ظاہر پر عمل کرنا ہے جس کے لیے کلام لایا گیا ہے۔"

علامہ عبدالعزیز بخاریؒ شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أن الاستدلال (بعبارة النص) اى بعينه، ولهذا قال القاضى الامام :الثابت بعين النص ما أوجبه نفس الكلام وسياقه وكذا ذكر أبو اليسر أيضاً.فيكون هذه الاضافة من باب اضافة العام الى الخاص، كما فى قولك جميع القوم وكل الدراهم ونفس الشيء، والاستدلال انتقال الذهن من الاثر الى المؤثر وقيل على العكس والمراد ههنا، والعبارة لغة :تفسير الرؤيا يقال عبرت الرؤياء أعبرها عبارة أى فسرتها وكذا عبرتها، وعبرت عن فلان اذا تكلمت عنه فسميت الالفاظ الدالة على المعانى عبارات لأنها تفسر ما فى الضمير الذى هو مستور كما أن المعبر يفسر ما هو مستور وهو عاقبة الرؤيا ولأنها تكلم عما فى الضمير، واعلم أنهم يطلقون اسم النص على :كل ملفوظ مفهوم المعنى من الكتاب والسنة سواء كان ظاهراً او مفسراً او نصاً او حقيقة او مجازاً خاصا كان او عاماً اعتباراً منهم للغالب، لان عامة ماورد من صاحب الشرع نصوص

فهذا هو المراد من النص في هذا الفصل دون ما تقدم تفسيره حتى كان التمسك في اثبات الحكم بظاهر أو مفسر أو خاص أو عام أو صريح أو كناية أو غيرها استدلالا بعبارة النص لا غير."(۵)

"(اَن الاستدلال بعبارۃ النص) یعنی عینِ نص سیاسی لیے قاضی امام نے فرمایا کہ عبارۃ النص سے مراد وہ ہے جو عینِ نص ثابت ہو یعنی نفسِ کلام اور سیاق سے ہی حکم کا وجوب ثابت ہو اور ابو یسر نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔ پس یہ اضافت عام سے خاص کی طرف اضافت کے باب میں سے شمار ہوگی جیسا کہ تمہارا قول جمیع القوم وکل الدراھم ونفس الشئی اور استدلال (نام ہے) ذہن کا اثر سے مؤثر کی طرف منتقل ہونے اور اس کے برعکس کا (یعنی مؤثر سے اثر کی طرف منتقل ہونا) اور یہی (مؤخر الذکر) معنیٰ یہاں مراد ہیں اور لفظ "العبارۃ "لغت میں خوابوں کی تعبیر بیان کرنے کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ لغت عرب میں کہا جاتا ہےعبرت الرؤیا اَعبرھا عبارۃ ۔یعنی میں نے ان کو کھول دیا اور اسی طرح سے عبرتھا (یعنی میں نے ان کی تعبیر بیان کی) عبرت عن فلان اس وقت بولا جاتا جب تو کسی کی طرف سے کلام کرے (گویا کسی کی بات کو واضح کرے اور اس کا ابلاغ کرے) پس معانی پر دلالت کرنے والے الفاظ کو عبارات سے موسوم کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ (الفاظ) بھی الضمیر میں پوشیدہ اوامر کو واضح کر دیتے ہیں جیسا کہ تعبیر بیان کرنے والا (خواب کے) پوشیدہ امور کو ظاہر کر دیتا ہے اور یہی خوابوں کا منتہاء (تعبیر) ہے اور اس لیے کہ یہ عاقبۃ (تعبیر) ما فی الضمیر کا بیان ہے اور جان لیجیے کہ علماء اصولیین اسم نص کا اطلاق کتاب وسنت کے ہر اس لفظ پر کرتے ہیں جو معانی کا فہم دیتا ہے۔"

چاہے وہ ظاہر ہو یا مفسر، نص، حقیقت یا مجاز، خاص ہو یا عام ان میں غالب کا اعتبار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ صاحبِ شرع سے عمومی طور پر جن امور کا ورود ہوتا ہے وہ نصوص ہیں پس اس فصل میں نص سے یہی مراد ہے، نہ کہ اس سے قبل جو نص کا بیان ہوا وہ مراد ہے چنانچہ ظاہر ہو یا مفسر یا خاص ہو یا عام یا صریح ہو یا کنایہ وغیرہ ظاہر نص سے استدلال عبارت النص سے ہی استدلال شمار ہوگا وغیرہ۔

علامہ عبدالعزیز بخاریؒ کی شرح مذکورہ سے درج ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

عبارۃ النص میں اضافت یعنی عبارت کی اضافت نص کی طرف عام کی اضافت خاص کی طرف ہے۔ مراد ظاہر کلام ہے یعنی قرآن کریم کے ظاہر الفاظ۔ استدلال کی دو قسمیں ہیں اثر سے مؤثر کی

طرف ذہن کا منتقل ہونا یعنی معلول سے علت کی طرف۔اور مؤثر سے اثر کی طرف ذہن کا انتقال یعنی علت سے معلول کی طرف۔ یہاں دوسری قسم مراد ہے کیونکہ مجتہد کا مقصود دلائل کے ذریعہ احکام کا ثابت کرنا ہے۔

عبارۃ کے معنی بیان کرنے کے ہیں عبارۃ کو عبارۃ اس لیے کہتے ہیں کہ معانی جو ضمیر میں مستور ہوتے ہیں ان کو عبارۃ کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے اور نص سے مراد "نص" اصطلاحی نہیں جس کی تفصیل واضح الدلالۃ الفاظ میں کی گئی بلکہ یہاں نص سے مراد عام ہے جس میں ظاہر، نص، مفسر، محکم، حقیقت، مجاز، خاص اور عام سب شامل ہیں۔

علامہ بخاریؒ "ھو العمل بظاھر ماسیق الکلام لہ " کی شرح میں فرماتے ہیں:

"المراد من العمل عمل المجتهد وهو اثبات الحكم لا العمل بالجوارح كما اذا قيل :الصلاة فريضة لقوله تعالىٰ:(أقيموا الصلوة) (البقرة :۴۳. ۸۳. ۱۱۰) (النساء :۷۷) (الانعام: ۷۲) (يونس:۸۷) (النور:۵۶) (الروم: ۳۱) (المزمل: ۲۰) والزنا حرام لقوله جل ذكره :(ولا تقربوا الزنا) (الاسراء: ۳۲)، فهذا و أمثاله هو العمل بظاهر النص والاستدلال بعبارته." (۶)

یہاں عمل سے مراد مجتہد کا عمل ہے اور وہ حکم کا (بطریقہ استنباط و استخراج) ثابت کرنا ہے نہ کہ اعضاء و جوارح کے ذریعے کوئی عمل کرنا مراد ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نماز فرض ہے اس قول باری تعالیٰ سے (اقیموا الصلوۃ) اور زنا حرام ہے اس قول باری تعالیٰ کی بابت (ولا تقربو الزنا) ان آیات میں بیان کردہ احکام اور اسی کی مثل دیگر آیات پر عمل ظاہر نص پر عمل ہے اور ان آیات سے استدلال عبارۃ النص سے استدلال ہے۔

یعنی عمل سے مجتہد کا عمل مراد ہے اور وہ اصول سے فروعی مسائل کا استنباط و استخراج کرنا، نہ کہ اعضائے جسمانی کا عمل مراد ہے۔

علامہ نسفیؒ نے بھی اپنی عادت کے موافق فخر الاسلام کی اتباع میں "عبارۃ النص " کی تعریف کی ہے اور ملاجیونؒ "ماسیق الکلام لہ" کی شرح کرتے ہوئے "شرح نور الانوار علی المنار "میں فرماتے ہیں:

"والمراد من هذا السوق أعم مما يكون فى النص فان السوق فى النص ما يكون مقصوداً أصلياً، وفى عبارة النص ما كان مقصودا أصلياأو لا، فاذا تمسك أحد لاباحة النكاح بقوله تعالىٰ :(فانكحوا ما طاب لكم) كان عبارة النص وان لم يكن نصافيه بل ظاهرا بخلاف العدد فانه نص فيه." (۷)

اور اس سوق سے مراد عام ہے کہ وہ سوق نص میں ہو کیوں کہ جو سوق نص میں ہوتا ہے وہ مقصود اصلی ہوتا ہے اور جو عبارت النص میں ہوتا ہے وہ مقصود اصلی اور غیر اصلی دونوں کو شامل ہوتا ہے چنانچہ جب کوئی شخص اباحت نکاح کے لیے باری تعالیٰ کے قول فانکحوا ما طاب لکم سے استدلال کرے تو یہ قول عبارت النص ہوگا اگرچہ اباحت نکاح کے سلسلہ میں یہ قول نص نہیں ہے بلکہ ظاہر ہے برخلاف عدد کے کہ اس کے بارے میں یہ قول نص ہے۔

یعنی یہاں "سوق" سے مراد اصلی اور غیر اصلی دونوں ہیں جب کہ "نص" جو واضح الدلالۃ الفاظ میں سے ہے اس میں "سوق" سے مراد صرف اصلی ہی ہوتا ہے اس لیے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع سے اباحت نکاح میں استدلال عبارۃ النص ہی ہوگا اگرچہ اباحتِ نکاح کے سلسلہ میں یہ "نص" نہیں بلکہ "ظاہر" ہے جب کہ عدد کے لیے "نص" ہے۔ اس لیے اس آیت میں تعدد ازواج کو بیان کرنا ہی مقصود اصلی ہے اباحت نکاح کو بیان کرنا مقصود تو ہے مگر مقصود اصلی نہیں۔ اسی لیے علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"فأما الثابت بالعبارة فهو ما كان السياق لأجله ويعلم قبل التأمل أن الظاهر النص متناول له." (۸)

"پس عبارت النص سے ثابت شدہ حکم وہ ہوتا ہے جس کے لیے سوقِ کلام ہو اور وہ قبل از غور و فکر ہی سمجھ میں آجائے کیونکہ نص کا ظاہر اس حکم کو شامل ہوتا ہے۔"

عبارۃ النص کی مثالیں:

یہ جاننا ضروری ہے کہ عبارۃ النص سے احکام کا ثبوت ہوتا ہے چاہے وہ اصالۃ ہو یعنی نص کا مقصود اصلی وہی ہو، نص اسی غرض کے لیے لائی گئی ہو یا تبعاً ہو یعنی نص اس مقصد کے لیے لائی تو نہ گئی ہو لیکن تبعاً نص کے ظاہر الفاظ سے ہی حکم ثابت ہو رہا ہو۔ ڈاکٹر ادیب صالح تحریر فرماتے ہیں:

"ولقد عني علماؤنا بعرض الامثلة لعبارة النص، وقرروا عدم التفريق بين المقصود من السياق اصالة والمقصود منه تبعا، وبينوا كيف أن النص اذا ورد ودل باللفظ نفسه على حكم. كان هو المقصود اصالة من ورود النص. ثم دل معه على حكم لم يكن مقصودا اصالة من الورود وانما جاء تبعا، كانت الدلالة على الحكم الاول وعلى الحكم الثاني، دلالة عبارة." (۹)

"اور تحقیق عبارۃ النص کے لیے مثالوں کو پیش کرتے ہوئے ہمارے علما نے اور سوق کلام سے مقصودِ اصلی اور مقصودِ تبعی کے مابین عدم تفریق کو ثابت کیا ہے انہوں نے وضاحت کی ہے کہ کیسے

نص اپنے ورود کے بعد اپنے الفاظ سے حکم، جو کہ مقصود تھا، اصالتاً دلالت کرتی ہے اور ساتھ ساتھ کیسے اس حکم پر بھی دلالت کرتی ہے جو اصلاً مقصود نہ تھا لیکن اس پر تبعاً دلالت ہوتی ہے۔ نص کی حکم پر اول دلالت ہو یا ثانی دونوں عبارۃ النص کی ہی دلالت ہوتی ہے۔''

اس اس کی وضاحت امثلہ سے کی جاتی ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (۱۰)

''اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن میں سے دو دو تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا اُن عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں۔''

یہ آیت متعدد احکام پر دلالت کرتی ہے۔

۱۔ نکاح کی اباحت پر

۲۔ تعددِ ازواج یعنی ایک سے زائد چار تک عورتوں سے نکاح کرنے کے جواز پر عدل کی شرط کے ساتھ۔

۳۔ اگر عدل کا امکان نہ ہو اور ظلم و جور کا خوف ہو تو ایک ہی عورت پر اکتفاء کرنے کے وجوب میں۔

آیت مذکورہ میں ﴿فانکحوا ما طاب لکم من النساء﴾ نکاح کی اباحت پر دلیل ہے اور "مثنیٰ وثلاث ورباع" تعدد ازواج، چار کی حدود میں رہتے ہوئے کے جواز پر دلیل ہے اور "فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ" ظلم وجور کے خوف اور عدم امکان عدل کی صورت میں ایک ہی پر اکتفا کے وجوب پر دلیل ہے۔

یہ تینوں احکام اگرچہ ایک ہی درجہ کے نہیں ہیں اس لیے کہ پہلا حکم مقصود اصلی نہیں ہے بلکہ تبعاً ثابت ہو رہا ہے جبکہ دوسرے وہ احکام مقصود اصلی ہیں لیکن تینوں عبارۃ النص ہی سے ثابت ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿واحل اللہ البیع وحرم الربا﴾ (۱۱)

یہ آیت دو احکام پر دلالت کرتی ہے

۱۔ بیع کی حلت اور ربا کی حرمت پر

۲۔ بیع اور ربا میں عدم مساوات یعنی بیع حلال ہے اور ربا حرام ہے یہ دونوں حکم عبارۃ النص ہی سے ثابت ہو رہے ہیں

اگر چہ آیت کا نزول دوسرے حکم کے لیے ہوا ہے اس لیے کہ دوسرا حکم یعنی بیع اور ربا کے درمیان عدم مساوات کا بیان آیت کا مقصود اصلی ہے جب کہ پہلا حکم یعنی بیع کی حلت اور ربا کی حرمت مقصود اصلی نہیں یعنی آیت اس لیے نازل نہیں ہوئی ہے لیکن ظاہر عبارت سے یہ حکم چونکہ ثابت ہو رہا ہے اس لیے تبعاً نہ کہ اصالۃ یہ بھی عبارۃ النص ہی سے ثابت ہے۔

علامہ عبدالعزیز بخاریؒ" کشف الاسرار "شرح اصول بزدوی میں صدر الاسلام سے نقل فرماتے ہیں:

"الحكم الثابت بعين النص أى بعبارته ما أثبته النص بنفسه وسياقه كقوله تعالىٰ :(واحل البيع وحرم الربا)(البقرة: ۲۷۵) فعين النص يوجب أباحة البيع وحرمة الربا والتفرقة، فسوى بين ما هو مقصود أصلي وهو الفرق وبين ما ليس كذلك وهو حل البيع وحرمة الربا فجعلها ثابتين بعبارة النص لا باشارته ."(۱۲)

"(الحکم ثابت بعیض النص) یعنی نفسِ عبارت سے ثابت ہونے والا حکم وہ ہوتا ہے جس کو خود نص کے الفاظ اور اس کا سیاق ثابت کرے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول (واحل الله البيع وحرم الربا) پس عین نص، بیع کی اباحت، سود کی حرمت اور ان کے مابین فرق کو لازم کرتی ہے اس نص کے مقصودِ اصلی، فرق (یعنی سود و بیع کے مابین فرق) کے حکم کا بیان اور جو مقصودِ اصلی نہیں یعنی کی حلت و حرمت کا ثبوت، ان دونوں کو صدر الاسلام نے عبارت النص سے ثابت احکام قرار دیا ہے نہ کہ اشارۃ النص سے۔"

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تفتازانی، سعد الدین، شرح التلویح علی التوضیح، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۶ء، ۲۴۲/۱۔

۲۔ صالح، محمد ادیب، تفسیر النصوص، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع سوم ۱۹۸۴ء، ۴۶۷/۱، ۴۶۸۔

۳۔ سرخسی، محمد بن احمد، اصول، دار المعارف النعمانیہ، طبع اول، ۱۹۸۱ء، ۲۴۹/۱۔

۴۔ بزدوی، علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، کراچی، امیر محمد کتب خانہ، س۔ن، ص ۱۱۔

۵۔ بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۱۰۶/۱۔

۶۔ ایضاً

۷۔ ملاجیون، شیخ احمد، شرح الانوار، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۸۶ء، ۳۷۴/۱، ۳۷۵۔

۸۔ سرخسی، اصول، ۲۴۹/۱۔

۹۔ صالح، محمد ادیب، تفسیر النصوص، ۴۷/۱۔

۱۰۔ النساء: ۴: ۳۔

۱۱۔ البقرہ: ۲: ۲۷۵۔

۱۲۔ بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، ۱۰۷/۱۔

مطبوعاتِ شیخ زاید اسلامک سینٹر

اردو کتب :

☆ قرآن وسنت - چند مباحث (جلد اول و دوم)	حافظ احمد یار
☆ اختلاف قرأت اور نظریہ تحریف قرآن	فیروز الدین شاہ
☆ رسمِ عثمانی اور اس کی شرعی حیثیت	سمیع اللہ فراز
☆ قرأت شاذہ: شرعی حیثیت، تفسیر وفقہ پر اثرات	محمد اسلم
☆ امام ابن شہاب زہری اور ان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ	حافظ محمد عبدالقیوم
☆ نبی کریم ﷺ بحیثیت مثالی شوہر	بشیر احمد صدیقی
☆ عصرِ حاضر میں اجتہاد اور اس کی قابلِ عمل صورتیں	شیخ زاید اسلامک سنٹر
☆ عربی شاعری - ایک تعارف	خورشید الحسن رضوی
☆ آئینۂ کردار	زاہد منیر عامر
☆ ھمزیاتِ عشر	صوفی ضیاء الحق
☆ مغربی تہذیب - ایک معاصرانہ جائزہ	جاوید اکبر انصاری
☆ مقالاتِ گیلانی	مولانا مناظر احسن گیلانی
☆ پاکستان میں عربی زبان	مظہر معین
☆ سجدۃ القلم	سعید احمد بودلہ
☆ قید وبند کا اسلامی تصور	محمد اعجاز
☆ پاکستان میں اسلام اور لبرل ازم کی کشمکش	اشتیاق احمد گوندل
☆ جدید فقہی مسائل	حافظ عبدالباسط خان

عربی کتب :

☆ قلائد الجمان لابن الشعار	تحقیق وتعلیق: خورشید رضوی
☆ شرح اربعین النووی	تحقیق وتعلیق: خالد علوی
☆ المنهاج السوی للسیوطی	تحقیق وتعلیق: جمیلہ شوکت
☆ تحفۃ الطالبین لابن العطار	تحقیق وتعلیق: جمیلہ شوکت

انگریزی کتب :

The Role of Mosque in Muslim Community	Ishtiaq Ahmed Gondal